امام ابوالحسن علی کسائی

(دوسری اور آخری قسط)

محمد الیاس الاعظمی ایم۔ اے

نحو سے دلچسپی کی ابتدار امام ابوالحسن علی کسائی کی نحو سے رغبت کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے کسائی کے شاگرد فراء کا بیان ہے کہ امام کسائی ایک مرتبہ طویل سفر کے بعد اپنے حلقۂ احباب میں پہونچے جس میں فضل بھی تھے اور یہ اکثر یہاں بیٹھا کرتے تھے اہل مجلس کے دریافت کرنے پر انھوں نے اپنی تکان کو ان الفاظ میں بیان کیا عییت اس پر فضل نے کہا تم ہمارے ساتھ رہتے ہوئے بھی اس طرح کی غلطی کرتے ہو کسائی نے کہا کہ میں نے کون سی غلطی کی ہے تو ان لوگوں نے بتایا کہ تم سفر کی وجہ سے تھک جانے کی عییت کے بجائے اعییت بالتخفیف سے تعبیر کرنا چاہیئے عییت اس وقت بولتے ہیں جب انسان کو کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئے اور بالکل عاجز و بے بس ہو اس واقعہ سے کسائی نے بڑی خجالت محسوس کی اور ان پر اس کا گہرا اثر ہوا چنانچہ اسی وقت وہ علم نحو حاصل کرنے کے لئے کمربستہ ہوئے اور دریافت کیا کہ اس وقت علم نحو کا سب سے بڑا ماہر شخص کون ہے لوگوں نے معاذ بن الہراء کا نام بتایا چنانچہ کسائی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مکمل استفادہ کیا اس کے بعد بصرہ گئے اور خلیل بن احمد سے خصوصی استفادہ کیا۔ ان کے درس میں بیٹھے تو ایک اعرابی نے کہا:

ترکت اسداً وتمیماً وعندھما الفصاحۃ وجئت الی البصرۃ، تم بنو اسد و بنو تمیم کو چھوڑ کر بصرہ آئے ہو حالانکہ ان کے پاس فصاحت تھی۔

مولانا عبدالقیوم حقانی لکھتے ہیں:۔

اسی زمانہ میں امام کسائی جب ایک روز کسی گلی سے گذر رہے تھے تو ایک بدشی نے ان پر طعن کیا کہ تم لوگ کان ادب بنو تمیم اور بنو اسد کو چھوڑ کر عربیت حاصل

کہنے بصرہ آئے ہو بھلا یہاں کتنا ادب حاصل کرسکو گے؟ یہ چبھتا ہوا فقرہ امام کسائی کے دل میں اتر گیا اور اپنے استاد علامہ خلیل بصریؒ سے کسی موقع پر انھوں نے دریافت کیا حضرت آپ نے فن ادب کہاں سے سیکھا؟ استاد نے جواب دیا حجاز تہامہ اور نجد کے جنگلوں میں بس پھر کیا تھا کسائیؒ کے سر میں ایک تازہ سودا پیدا ہوا عشق کی موجیں ملنے لگیں شہر چھوڑ دیا صحراؤں اور جنگلوں کی راہ لی قبیلہ در قبیلہ پھرتے رہے اور اتنے پھرے اور اس قدر اسفار کئے کہ فن ادب کا کوئی پہلو ان سے پوشیدہ نہ رہا حتیٰ کہ اس فن کے امام بن گئے جس کے نہ جاننے سے شرمندہ ہونا پڑا تھا آج اس کے ایک ایک پہلو سے انھیں عزتیں اور رفعتیں مل رہی ہے[۱]

امام کسائی جب نجد و تہامہ اور حجاز سے واپس ہوئے تو حفظ کی ہوئی چیزوں کے علاوہ دیہاتوں کے اقوال و محاورات لکھنے پر روشنائی کی پندرہ بوتلیں صرف کر چکے تھے[۲]

صاحب المدارس النحویہ کا بیان ہے کہ :-

انه خرج الی نجد وتهامه والحجاز وما جمع وقد انفد خمس عشرة قنينة حبر فی الکتابة عن العرب سوی ما حفظ[۳]

کسائی نے نجد تہامہ اور حجاز کا سفر کیا عربوں کی روایت لکھنے میں پندرہ شیشی روشنائی صرف کی علاوہ ازیں بہت سی چیزوں کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا۔

عربی قبائل سے تحصیل علم کے بعد پھر بصرہ تشریف لائے تو خلیل بن احمد کی وفات ہو چکی تھی ان کی مسند درس پر ان کے شاگرد یونس بن حبیب بصری نحوی تشریف فرما تھے امام کسائی نے چند مسائل میں ان سے گفتگو کی تو انہوں نے کسائی کی تصدیق کی اور اپنی جگہ پر امام کسائی کو بٹھا دیا اور پھر یہیں انھوں نے مستقل اقامت اختیار کر لی[۴]

---

[۱] مولانا عبدالقیوم حقانی، کتاب پیشہ رزق حلال اور ارباب علم و کمال ص ۱۵۳ و ۱۵۴۔

[۲] ایضاً والموجز فی نشاۃ النحو۔

[۳] المدارس النحویہ ص ۱۵۹	[۴] نزہۃ الالباء

نحوی اسکول علم نحو کے تین مراکز تھے جنھیں اسکول سے تعبیر کیا جاتا ہے اولیت بصری اسکول کو حاصل ہے اس کے بعد کوفہ اور بغداد کے مراکز کا تذکرہ کیا جاتا ہے ان نحوی مراکز سے وابستہ علماء نے بڑی محنت کی اور فن نحو کو بڑی وسعت و ہمہ گیری بخشی ان میں سرفہرست بصرہ میں سیبویہ، کوفہ میں کسائی اور بغداد میں ابن کیسان تھے کوفی اسکول کی ابتداء کسائی کے استاد ابو جعفر رؤاسی اور معاذ بن الہراء سے ہوتی ہے مگر کسائی کی محنت ومشقت نے ان کو کوفی اسکول کا بانی قرار دینے کا جواز فراہم کر دیا دراصل کوفی نحو کی ابتداء باقاعدہ اور منظم طریقے سے کسائی اور ان کے شاگرد فراء سے ہوتی ہے انھیں دونوں نے اس کے مقدمات ترتیب دیئے اصول وضوابط منضبط اور مخطوط بنائے اور اپنی نجی صلاحیتوں کی بناء پر کوفی اسکول کو ایک مستقل نظریہ دیا۔

نحوی مراکز کے درمیان چپقلش معرکہ آرائی اور ایک دوسرے پر تنقید واعتراضات بھی ہوتے تھے اس سلسلہ میں ابن الانباری نے دونوں کے اختلافات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب بھی لکھی تھی چونکہ امام کسائی اور ان کے ہم خیال نحویوں کا رویہ فراخدلانہ اور وسعت پسندانہ تھا وہ صرف فصحائے عرب ہی سے اشعار وامثال لینے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ ان عربوں سے بھی روایت کرتے تھے جو شہروں میں رہتے تھے جبکہ اہل بصرہ ان سے سند لینے کو پسند نہیں کرتے تھے اس میں وہ متشدد تھے اور اسی بناء پر امام کسائی کو اپنی تنقیدوں کا ہدف بناتے تھے جیسا کہ اس قول سے ظاہر ہے :

انہ کان یسمع الشاذ الذی لا یجوز من الخطاء واللحن وشعر غیر اھل فصاحة والضرورة لیجعل ذالک اصلاً ویقیس علیہ حتیٰ افسد النحو۔ [1]	شاذ اور غلط روایتوں کو قبول کرتا تھا اور غیر اہل فصاحت کے اشعار نقل کرتا تھا اور اس کو اصل بنا کر اس پر قیاس کرتا تھا۔ یہاں تک کہ نحو کو اس نے خراب کر دیا۔

حالانکہ ابتداء میں اشعار وامثال اور اقوال ومحاورات ہی سے کام لیا جاتا تھا لیکن باوجود ابن خلکان کا یہ قول حیرت انگیز ہے کہ

[1] معجم الادباء - ۱۳/۱۸۳

"اس کو شعر میں کوئی مہارت حاصل نہیں تھی مشہور مقولہ ہے کہ علمائے نحو میں کسائی سے زیادہ شعر سے ناواقف کوئی نہیں ہے۔"

مناظرے

اوپر گذر چکا ہے کہ کسائی نے خلیفہ ہارون رشید کے بیٹے امین و مامون کی اتالیقی میں خلیفہ ہارون رشید کے وزیر اعظم یحییٰ بن خالد نے کسائی اور سیبویہ کو اکٹھا کیا امام کسائی کے شاگرد فراء کا بیان ہے کہ میں ایک روز کسائی کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں میں نے رونے کا سبب دریافت کیا تو کسائی نے فرمایا۔

"یہ بادشاہ یحییٰ ابن خالد مجھے بلاتا ہے کہ مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے اگر میں اس کا جواب دینے میں دیر کروں گا تو مجھ پر اس کا عتاب ہوگا اور اگر عجلت سے جواب دوں تو مجھے غلطی کا خطرہ ہے۔"

انھوں نے مشورہ دیا کہ وہ جو کچھ پوچھے آپ اس کا جواب دیجئے آپ تو کسائی ہیں۔ کسائی نے اپنی زبان پکڑ لی اور کہا اللہ تو اس زبان کو کاٹ اگر میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے علم نہ ہو۔

واضح رہے کہ سیبویہ ماہر قرأت و نحو اور بصری اسکول کے نمائندہ تھے بالآخر دونوں میں مناظرہ ہوا کسائی نے سیبویہ سے دریافت کیا کہ کنت اظن العقرب اشد لسعۃ من الزنبور فاذا ھو ایاھا" میں فصاحت کس میں ہے سیبویہ نے جواب دیا آخری جملے میں ایاھا کی منصوب ضمیر لانا جائز نہیں ہے صحیح یہ ہے۔ "فاذا ھو ھی" کسائی نے فرمایا عربوں میں دونوں رائج ہے بات آگے بڑھی تو ایک فصیح اللہجہ عرب دیہاتی کو حکم مقرر کیا گیا اس نے سیبویہ کے حق میں فیصلہ صادر کر دیا۔ لیکن چونکہ کسائی امین کے اتالیق اور کوفہ کے رہنے والے تھے اس لئے ان کے طرفداروں کو کسائی کی پسپائی گوارا نہ ہوئی اس لئے سیبویہ نے دل برداشتہ اور ملول خاطر ہو کر بغداد کو خیر باد کہکر بیضار کے لئے رخت سفر باندھ لیا اور بقیہ زندگی بیضار میں گوشہ نشینی میں گذار دی۔[1]

---

[1] المدارس النحویہ ص ۵۸ بحوالہ الرشاد اعظم گڑھ مئی، جون ۸۲ء

لیکن اس مناظرے کی مکمل روداد دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے نہیں کہا جا سکتا کہ کون حق پر تھا غیر واضح اور مبہم ہونے کی وجہ سے یہ واقعہ محل نظر ہے۔

فراء کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے میری تعریف کی اور کہا کہ آپ کسائی کے پاس کیوں جاتے ہیں آپ تو علم نحو میں انھیں کی طرح ہیں چنانچہ مجھے اس کا زعم پیدا ہوا اور میں نے کسائی سے مناظرہ کیا اور کچھ سوالات کئے تو معلوم ہوا کہ میری حیثیت ایک چڑیا کی سی ہے جو سمندر میں پانی پی رہی ہو۔

نحو میں کمال و امتیاز امام ابوالحسن علی کسائی کی جلالت شان اور علو مرتبت کا اندازہ علامہ ابن الانباری (م ۵۷۷ھ) کے اس قول سے ہوتا ہے کہ امام کسائی علم نحو کے ماہر اور عربی میں بے نظیر تھے ان پر علم نحو اور فن قرأت دونوں ہی چیزیں منتہی ہوتی ہیں۔[1]

حرملہ ابن یحیٰی نجیبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعیؒ سے کہتے ہوئے سنا کہ جسے علم نحو میں مہارت حاصل کرنی ہو وہ کسائی کا محتاج ہے۔[2]

خلیفہ سے تعلق امام ابوالحسن علی کسائی نے خلیفہ ہارون رشید اور ان کے لڑکے امین کو پڑھایا تھا اس لئے خلیفہ کی بارگاہ میں کسائی کو اثر و رسوخ حاصل تھا خلیفہ کی معیت میں وہ خراسان جاتے ہوئے شہرری میں انھوں نے وفات پائی ان کی وفات پر خلیفہ کو سخت صدمہ ہوا اس نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا:

"دفنا الفقہ والنحو بالری فی یوم واحد"[3] ہم نے فقہ اور نحو دونوں کو ایک ہی دن شہرری میں دفن کر دیا۔

تصانیف درس و تدریس کے علاوہ ان کا وقت تصنیف و تالیف میں گذرتا ان کی جن کتابوں سے ہم واقف ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ معانی القرآن: یہ علوم القرآن سے متعلق تھی۔[4]

---

[1] بحوالہ علم قرأت اور قراء سبعہ ص ۱۱۵ [2] کتاب التبصرہ ص ۱۲۴

[3] المدارس النحویہ ص ۱۷۵ [4] تہذیب التہذیب ج ۷، ص ۳۱۳

۲۔ مختصر النحو[۱] } ان دونوں کتابوں کی تفصیل معلوم نہ ہوسکی لیکن ان کے ناموں سے
۳۔ کتاب الحدود فی النحو } معلوم ہوتا ہے کہ یہ نحو سے متعلق تھیں ۔
۴۔ نوادر کبیر[۲] : اس کے متعلق کوئی تفصیل نہ مل سکی ۔

۵۔ ماتلحن فیہ العوام : یہ کتاب اغلاط عام سے متعلق تھی اپنے موضوع کے لحاظ سے غالباً یہ سب سے قدیم ترین تصنیف ہے اس کا مخطوطہ کتب خانہ برلن میں ہے بروکلمان (BHOCKELMANN) نے رسالہ ZEITSCHR. F. ASSYRIAL کے شمارہ ۱۲ شمارہ ۱۸۹۸ء میں ص ۲۹ تا ۴۴ میں شائع کیا تھا بعد ازاں عبدالعزیز میمنی کی تصحیح سے دوبارہ شائع ہوا[۳]۔

اس کے علاوہ اور بھی مختلف رسالے اور کتابیں تصنیف کیں لیکن ہم ان کی تفصیلات سے محروم ہیں۔

وفات انھوں نے ۱۸۹ھ/۸۰۵ء رے کے ایک قریہ رنبویہ میں خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ خراسان جاتے ہوئے ستر سال کی عمر میں وفات پائی[۴] اور وہیں سپرد خاک کیے گئے تاریخ وفات لفظ المحسن سے نکلتی ہے اسی دن ان کے خالہ زاد بھائی اور مشہور فقیہ امام محمد بن حسن شیبانیؒ نے بھی یہیں وفات پائی اسی پر خلیفہ ہارون رشید نے کہا تھا کہ " ہم نے فقہ اور نحو دونوں کو ایک ہی دن شہر ری میں دفن کر دیا ۔

صاحب تذکرہ النحاۃ نے بغیر کسی حوالے کے سنہ وفات ۱۸۰ھ اور جائے وفات طوس لکھ دیا ہے[۵] جبکہ کسی معتبر کتاب سے ان کے بیان کی تصدیق نہیں ہوتی ۔

بشارتیں اسماعیل بن جعفر مدنی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں امام کسائی کی زیارت کی اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو کسائی نے فرمایا کہ قرآن کی وجہ سے میری مغفرت فرما دی اور جنت میں جگہ دی۔

---

[۱] ایضاً [۲] ایضاً [۳] دائرہ معارف اسلامیہ (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام) [۴] ملا علی قاری شرح شاطبی ص ۱۵ و سراج القاری المبتدی ص ۱۲ [۵] تذکرۃ النحاۃ ص ۱۵۔

دوسری جگہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور خاص کرم کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ علی بن حمزہ کسائی ہو میں نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا قرأت کرو میں نے والصافات صفاً سے شہاب ثاقب تک تلاوت کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن انہیں تم پر فخر کریں گے۔

خود امام کسائی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ نے فرمایا تم کسائی ہو میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ پھر آپ نے فرمایا پڑھو میں نے کہا کیا پڑھوں آپ نے فرمایا والصافات صفا فالزاجرات زجراً فالتالیات ذکراً ان الٰہکم لواحد" پھر اپنا دست مبارک میرے مونڈھے پر رکھا اور فرمایا لاحیتین بک الملائکۃ کل میں تمہارے ذریعہ کل فرشتوں پر فخر کروں گا۔

محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمٰن ابن جریش سے سنا کہ انہوں نے کسائی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا امام کسائی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی وجہ سے میری مغفرت فرمادی۔

اسلام کا نظام عفت وعصمت

مؤلفہ مولانا ظفیر الدین رفیق ندوۃ المصنفین

اس کتاب میں عفت وعصمت اور ان کے لوازم کے ایک ایک گوشہ پر بصیرت افروز بحث کی گئی ہے اور نظام عفت کی اسلامی خصوصیتوں کو احتیاط و اعتدال کے ساتھ اجاگر کیا گیا ہے۔اس کے چند اہم عنوانات یہ ہیں :-

(۱) اسلام سے پہلے عورتوں کی حیثیت اور ان کی عفت وعصمت کی بربادی (۲) اسلام کی اصلاحی جدوجہد عورتوں کے حق میں (۳) مقاصد نکاح و عفت وعصمت (۴) عفت وعصمت اور تعدد ازدواج (۵) شوہر کے فرائض و اختیارات (۶) بیوی کے فرائض و اختیارات (۷) اسلام کا قانون طلاق اور عفت وعصمت کے اصول سمجھنے کے لئے لائق مطالعہ کتاب ۔

صفحات ۳۰۴، تقطیع بڑی ۲۰×۲۶/۸

قیمت ۳۲ روپے مجلد ۵۰ روپے